علمائے حق پرست حق وصداقت کی امتحان گاہ میں

(۲)

(از مولوی محمد سلیمان صاحب صدیقی لہسنیاوی متعلم دارالحدیث رحمانیہ دہلی)

رہائی کے بعد پھر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ درس وتدریس میں مشغول ہوگئے اور چند روز کیلئے اطمینان وسکون حاصل ہوگیا پھر ابتلا ومظلومیت کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے قائلین وحدت الوجود کے خلاف مستقل جہاد شروع کردیا اسلئے کہ اصحاب صوامع اس عقیدے کے پردے میں عوام کو بے حد خراب کررہے تھے حضرت امامؒ نے علی الاعلان ابن عربی ابن سبعین اور مولانا روم کی مخالفت شروع کردی اس پر صوفیوں پیروں خانقاہ نشینوں اور زاویہ گزینوں کے حلقوں میں شور برپا ہوگیا۔شوال ۷۰۷ھ میں کریم الدین آملی ابن عطا وغیرہ کم وبیش پانچ سو صوفیوں نے حضرت امامؒ کے خلاف شکایت کی یہ سب لوگ جلوس کی صورت میں قلعہ کی طرف آئے اور قلعہ کے نیچے پہنچکر فریاد کرنے لگے اس پر قلعہ کے اندر ایک مجلس مناظرہ منعقد ہوئی جس میں حضرت امام پر عائد کردہ الزامات غلط ثابت ہوئے اس مجلس میں امام موصوف نے مزید یہ فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ ناجائز سمجھتا ہوں۔اس پر لوگوں میں سخت اختلاف رونما ہوا ایک جماعت کہنے لگی کہ اس میں کچھ ہرج نہیں اور دوسرا گروہ کہنے لگا کہ یہ خلاف ادب ہے آخر فیصلہ یہ ہوا کہ یہ مقدمہ قاضی کے پاس پیش ہو لیکن چونکہ فتنہ کی آگ روز افزوں بڑھ رہی تھی اس لئے سلطنت کی جانب سے فرمان نافذ کیا گیا کہ امام موصوف اگر چاہیں تو چند شرطیں مان کر قاہرہ یا دمشق میں قیام پذیر رہیں ورنہ زندان بلا میں بند ہونا قبول کریں حضرت امامؒ نے قید خانہ جانے کو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا لیکن ان کے احباب ونیاز مندوں نے بطور خود سلطنت کی شرطیں مان لیں اور حضرت امام کی طرف سے ان کی پابندی کے ذمہ دار بن گئے اس کے بعد آپ دمشق کی طرف روانہ ہوئے لیکن دوسرے روز پھر آدمی بھیجکر آپ کو واپس بلایا گیا پھر امراء وقضاۃ کا اجتماع ہوا اور مختلف رائیں پیش ہونے لگیں بعض نے قید کی تجویز پیش کی اور بعض اس کے خلاف تھے جب امام ممدوح نے اس اختلاف کو دیکھا تو کہا کہ میں خود قید خانہ جاتا ہوں اسلئے کہ مصلحت یہی ہے اس ساری سازش کی تہ میں بھی نصر منبجی کا ہاتھ کام کررہا تھا بہرحال حضرت امام قید خانہ بھیجدیئے گئے لیکن احترام قائم رکھا گیا چنانچہ خدام کو ساتھ رہنے کی اجازت دے دی گئی عام لوگ بھی بلا تکلف ان سے ملاقات کرسکتے تھے اسلئے لوگ بکثرت امام موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جب دشمنوں نے دیکھا تو ان کو یہ باتیں ناگوار معلوم ہوئیں انھوں نے شور برپا کرکے قاہرہ کے قید خانہ سے منتقل کراکے اسکندریہ کے قید خانہ میں بھجوادیا چنانچہ آپ کو اسکندریہ لاکر ایک برج میں قید کردیا گیا یہاں ایک دو مرتبہ انھیں قتل کرڈالنے یا سمندر میں غرق کردینے کی دھمکی بھی دی گئی جب دس روز کے بعد دمشق میں یہ خبر پہنچی تو وہاں عام جزع وفزع شروع ہوگیا اور لوگ آپ کی رہائی کے لئے پہلے سے زیادہ دعائیں مانگنے لگے آٹھ مہینہ تک اسکندریہ جیل میں زندگی بسر کی ۷۰۹ھ میں جب سلطان ناصر مصر آیا تو اس نے حکم دیا کہ حضرت امامؒ کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ قاہرہ بلایا جائے چنانچہ آپ اس فرمان قابل اذعان کی بناپر ۱۸ شوال کو رہائی پاکر

قاہرہ پہنچے اور ۲۴ شوال کو سلطان ناصر سے دربار میں ملاقات ہوئی سلطان نے آپ کا نہایت ہی پرتپاک استقبال کیا ازاں بعد سات سال کی مدت کے بعد اپنے بھائیوں رفیقوں اور نیازمندوں کے ساتھ دمشق واپس آئے (جہاں آپ کا مسکن تھا) لوگوں نے نہایت ہی دھوم دھام کے ساتھ آپ کا استقبال کیا آپ یہاں آکر علم کی نشرواشاعت اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے ۷۱۸ھ تک ہر طرح کا امن وامان رہا اسی سال آپ کی مخالفت کا ایک نیا طوفان اٹھ کھڑا ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے حلف طلاق کے متعلق فتویٰ دیا تھا جس میں جمہور فقہا کے خلاف کیا تھا اس پر لوگ مشتعل ہوگئے اور قاضی کے پاس شکایت کردی جمادی الاولیٰ میں سلطانی فرمان نافذ کیا جاتا ہے کہ ابن تیمیہؒ حلف طلاق کے متعلق فتوے نہ دیں اس پر نائب سلطنت نے دارالسعادۃ میں ایک مجلس منعقد کرکے سلطانی فرمان کے مطابق فیصلہ صادر کیا اور شہر میں اس کی عام منادی کرادی گئی مگر امام ممدوح نے اپنی فطرتی عزیمت کو کام میں لاتے ہوئے اس فیصلہ پر عمل کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ کتمان علم ہم سے نہیں ہوسکتا اور ہمیشہ اس پر فتویٰ دیتے رہے اس پر رجب ۷۲۰ھ میں ارکان دولت کی ایک مشاورتی کمیٹی بیٹھی جس میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ ابن تیمیہؒ اس مسئلہ پر فتویٰ دینے سے باز نہیں آتے بعد بحث وتمحیص کے یہ طے پایا کہ انھیں قید کردیا جائے چنانچہ آپ کو قلعہ کے اندر محبوس کردیا گیا، پانچ مہینے آٹھ دن تک قید کی زندگی گذارنے کے بعد محرم ۷۲۱ھ میں سلطان کے حکم سے رہا ہوئے اور حسب سابق درس وتدریس میں مشغول ہوگئے تقریباً پانچ سال تک آرام سے بیٹھنے پائے تھے کہ ۷۲۶ھ میں پھر مخالفین نے فتنہ خوابیدہ کو از سر نو بیدار کردیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بیس سال پیشتر امام موصوف نے ایک فتویٰ دیا تھا کہ انبیاء صالحین کی قبروں کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں اس کو معاندین نے فتنہ پردازی کیلئے ایک حربہ بنالیا اور مخالفت کی آگ ہر سمت بھڑکادی حضرت امام عزیمت واستقلال کا پہاڑ بنے بیٹھے رہے جس طرح ہمالہ باد وباراں کے جھکڑوں کی الجھنوں سے آزاد ہوتا ہے اسی طرح حضرت امامؒ بھی مخالفت کے اس بے پناہ طوفان کے نتائج سے بے فکر تھے مصر میں ایک بہت بڑی جماعت آپ کی مخالفت کے لئے کھڑی ہوگئی بڑے بڑے فقہا نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگادیا اور سلطان کے پاس جاکر آپ کو واجب القتل قرار دیا مگر سلطان سزائے قتل پر راضی نہ ہوا البتہ ان لوگوں کے اطمینان خاطر کیلئے آپ کو قید کرنیکا حکم نافذ کردیا چنانچہ ۶ شعبان ۷۲۶ھ کو مصر سے آپ کو قید کرنیکا حکم آیا اور آپ دمشق کے قیدخانہ میں بند کردیئے گئے آپ کے دونوں بھائی شرف الدین عبداللہ و زین الدین عبدالرحیم بھی آپ کے ساتھ محبوس بزندان ہوئے اگرچہ ان دونوں کا کوئی جرم ثابت نہ ہوا تھا مگر ان کی برادرانہ محبت نے گوارا نہ کیا کہ بھائی کو تنہا مصائب کے سمندر میں چھوڑ دیں شیخ شرف الدین ۴ جمادی الاولیٰ ۷۲۷ھ کو قید ہی کی حالت میں اس دارفانی سے رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قلعہ سے باہر نماز جنازہ پڑھی گئی لیکن امام موصوف کو جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ ملی اللہ اللہ اس وقت آپ کے دل پر کسقدر صدمہ گذرا ہوگا؟ اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کرسکتے ہیں۔ کہ جن پر ایسے واقعات پیش آئے ہوں آپ نے دوران قید میں ۱۸ مرتبہ قرآن ختم کیا آخری مرتبہ اس آیت پر پہنچے تھے "ان المتقین فی جنات ونهر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر" کہ اس عالم قید میں موت واقع ہوئی بیس روز تک بیمار رہ کر شب دوشنبہ ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ کو مجددیت کبریٰ کا یہ آفتاب درخشاں ہمیشہ کیلئے غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(باقی باقی)